بسم اللہ الرحمن الرحیم

مریض اپنی جگہ کسی دوسرے کو روزے رکھوا سکتا ہے یا فدیہ دے سکتا ہے ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری عمر تقریبا چالیس سال ہے، پچھلے دنوں شوگر کی وجہ سے میری ایک ٹانگ گھٹنے سے نیچے پاؤں تک کٹ چکی ہے اور اب مجھے دل کی بھی تکلیف ہے، ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ آپ کے دل کا آپریشن ہوگا، کیونکہ آپ کا دل صرف 30 فیصد کام کر رہا ہے، آپریشن کے لیے انہوں نے مجھے ٹائم بھی دے دیا ہے، لیکن تب تک مجھے جو میڈیسن دی گئی ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہ آپ نہیں چھوڑ سکتے، دن اور رات میں ہر چار گھنٹے کے بعد میڈیسن لینا ضروری ہے اور ضرورت پڑنے پر زیادہ مقدار بھی لینی پڑ سکتی ہے، اب اس صورت میں، میں روزے تو نہیں رکھ پا رہا، تو مجھے بتائیے کہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنے کی وجہ سے میں گنہگار تو نہیں ہو رہا؟ اور کیا اب میں اپنی جگہ کسی اور کو روزہ رکھوا دوں یا فدیہ ادا کر دوں، تو بری الذمہ ہو جاؤں گا؟ مجھے کسی نے کہا ہے کہ آپ اپنے روزے کے بدلے کسی اور کو روزہ رکھوا دیں، تو آپ کے روزے بھی ہو جائیں گے، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب

پوچھی گئی صورت میں اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ دن اور رات میں ہر چار گھنٹے بعد میڈیسن کھانا ضروری ہے اور روزہ رکھنے کے سبب آپ میڈیسن نہیں کھائیں گے، تو جان کو نقصان پہنچنے، مرض بڑھ جانے یا ناقابلِ برداشت مشقت میں پڑ جانے کا صحیح اندیشہ ہے (جیسا کہ صورت حال سے واضح ہو رہا ہے)، تو آپ کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اور روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے آپ گنہگار بھی نہیں ہوں گے، کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے روزہ رکھنے کے سبب جان کو نقصان پہنچنے یا مرض بڑھ جانے یا ناقابلِ برداشت مشقت میں پڑ جانے کا ظنِ غالب اور صحیح اندیشہ ہونے پر روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

<u>یاد رہے!</u> بیماری یا ہلاکت، وغیرہ کا محض خیال کافی نہیں ہے، بلکہ ظنِ غالب کا حصول ضروی ہے اور ظنِ غالب تین طریقوں سے حاصل ہو سکتا ہے: اس کی کوئی واضح علامت پائی جائے یا پہلے سے ذاتی تجربہ ہو یا اپنے شعبہ کا ایسا ماہر ڈاکٹر بتائے جو بلا وجہ کوئی ایسا علاج تجویز نہ کرتا ہو کہ جس کے باعث ایک مسلمان کو کسی عبادت کا ترک یا ابطال یا حرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہو۔

اور جہاں تک کسی اَور کو روزے رکھوانے یا فدیہ دینے کا تعلق ہے، تو اس کے متعلق جواب یہ ہے کہ کسی کو اچھی نیت کے ساتھ سحری و افطاری کروانا، اگرچہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے، لیکن اپنے بدلے کسی دوسرے فرد کو روزے نہیں رکھوائے جا سکتے، کیونکہ احادیث میں ایک شخص کو دوسرے شخص کی طرف سے روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے اور مزید یہ بھی کہ روزہ بدنی عبادت ہے اور بدنی

عبادت ایک فرد کے کرنے سے دوسرے کے ذمہ سے معاف نہیں ہوتی، جیسے نماز خالص بدنی عبادت ہے، لیکن کسی کو اپنی نماز پڑھنے کا نائب بنانا، شرعاً جائز نہیں۔ نیز آپ پر اس کا فدیہ، وغیرہ بھی لازم نہیں، بلکہ جب صحت بحال ہو جائے اور روزہ رکھنے کی طاقت وقدرت مل جائے، تو ممنوع ایام (عید الفطر، عید الاضحیٰ کا دن اور ایام تشریق) کے علاوہ اَور دنوں میں ان کو رکھنا ہی ضروری ہے، کیونکہ فدیے کا حکم صرف شیخ فانی کے لیے ہے، ہر ایک کے لیے نہیں۔

شیخ فانی سے مراد وہ شخص ہے کہ جو بڑھاپے کے سبب اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ اس میں حقیقتاً روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، نہ سردی میں، نہ گرمی میں، نہ مسلسل اور نہ ہی متفرق طور پر اور آئندہ بھی کمزوری بڑھنے کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت ہونے کی امید نہ ہو۔ ہاں البتہ اگر قبلِ شفا موت کا وقت قریب آ جائے، تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں۔

جس کا مرض حقیقتاً روزہ رکھنے سے مانع ہو، ایسے مریض کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: تو تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ (القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ البقرۃ، الآیۃ 184)

امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نَسَفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”﴿فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا﴾ يخاف من الصوم زيادة المرض۔۔۔﴿فَعِدَّةٌ﴾ فعليه عدة أي: فأفطر فعليه صيام عدد أيام فطره۔۔۔أي: أمر أن يصوم أياماً معدودة مكانها ﴿مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ سوى أيام مرضه“

ترجمہ: (تم میں جو کوئی بیمار ہو) اور روزہ رکھنے سے مرض بڑھنے کا (صحیح) اندیشہ ہو، تو وہ روزہ نہ رکھے اور اس کے لیے حکم یہ ہے کہ بیماری کے دنوں کے بدلے اَور دِنوں میں اتنے روزے رکھے۔ (ملخصاً وملتقطاً از تفسیر نسفی، ج 1، ص 158، مطبوعہ دار الکلم الطیب، بیروت)

علامہ مجد الدین مُوصَلی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”(ومن خاف المرض أو زيادته أفطر) لقوله تعالى: (فمن كان منكم مريضا أو على سفر فعدة من أيام أخر)“

ترجمہ: اور (جسے روزہ رکھنے سے) بیمار ہونے یا مرض بڑھ جانے کا خوف ہو، تو وہ اس حکم قرآنی (فمن کان منکم مریضا۔۔۔الخ) پر عمل کرتے ہوئے روزہ نہ رکھے۔ (الاختیار لتعلیل المختار، ج 1، ص 134، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”ومن كان مريضا في رمضان فخاف إن صام ازداد مرضه أفطر وقضى“

ترجمہ: اور جو شخص رمضان میں مریض ہوا، پس اسے اس بات کا ڈر ہے کہ روزہ رکھے گا، تو اس کا مرض بڑھ جائے گا، تو یہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضا کرے۔ (الھدایہ، ج 01، ص 123، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم وخادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو، تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔“

(بہارِ شریعت، ج 01، ص 1003، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور مرض بڑھنے کا صرف وہم کافی نہیں، بلکہ ظن غالب ہونا ضروری ہے، علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"(مريض خاف الزيادة) لمرضه، وصحيح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بأمارة أو تجربة أو بإخبار طبيب حاذق مسلم مستور"

ترجمہ: مریض کو مرض بڑھنے، تندرست کو بیمار ہونے اور خادمہ کو (حد سے زیادہ) کمزور ہونے کا خوف ہو اور یہ خوف (محض وہم سے نہ ہو، بلکہ) کسی واضح علامت، سابقہ ذاتی تجربہ سے یا کسی مسلمان، ماہر، غیر فاسق ڈاکٹر کے بتانے سے بطور غالب گمان ہو۔ (رد المحتار مع الدر المختار، ج 3، ص 464، مطبوعہ کوئٹہ)

کسی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنے کی ممانعت کے متعلق مؤطا امام مالک میں ہے:

"أن عبد الله بن عمر كان يسأل هل يصوم أحد عن أحد أو يصلي أحد عن أحد؟ فيقول: لا يصوم أحد عن أحد ولا يصلي أحد عن أحد"

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال ہوا کہ کیا ایک شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا کسی دوسرے کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو آپ رضی تعالیٰ اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی شخص نہ کسی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ ہی اس کی طرف سے نماز پڑھے۔ (موطا امام مالک، ج 01، ص 303، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بیماری کی وجہ سے روزے چھوڑنے کی صورت میں دوسرے کو روزے نہیں رکھوا سکتے، علامہ ابو الحسن برہان الدین علی بن ابو بکر مَرْغِینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"ولا يصوم عنه الولي ولا يصلي، لقوله صلى الله عليه وسلم لا يصوم احد عن أحد ولا يصلي أحد عن أحد"

یعنی (جو شخص روزہ نہ رکھ سکے) اس کی طرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ ہی نماز پڑھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نہ اس کی طرف سے نماز پڑھے۔ (الہدایہ، ج 01، ص 125، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بدنی عبادت میں نیابت کی ممانعت کے متعلق شمس الآئمہ، امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"ثم الصوم عبادة لا تجزى النيابة فى أدائها فى حالة الحياة فكذلك بعد الموت كالصلاة"

ترجمہ: پھر روزہ ایسی عبادت ہے، جس کی ادائیگی میں نیابت کافی نہیں، نہ تو زندگی میں اور نہ ہی موت کے بعد، جیسا کہ نماز۔ (المبسوط للسرخسی، ج 03، ص 89، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ زَیْلعی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"لا تجزي النيابة في العبادة البدنية بحال من الأحوال"

ترجمہ: عباداتِ بدنیہ میں، کسی بھی حال میں کسی دوسرے شخص کو نائب بنانا کافی نہیں۔ (تبیین الحقائق، ج 02، ص 85، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الأمیریۃ، القاہرۃ)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے :

"أن العبادات البدنية الخالصة كالصلاة والصيام لا تجري النيابة في أدائها، ولا يجوز التوكيل فيها"

ترجمہ : خالص عباداتِ بدنیہ جیساکہ نماز، روزہ ان کی ادائیگی میں کسی کو نائب بنانا کافی نہیں اور نہ ہی ان میں کسی کو وکیل بنانا درست ہے۔ (الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیۃ، ج 07، ص 364، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں : "جو ایسا مریض ہے کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، روزہ سے اُسے ضرر ہوگا، مرض بڑھے گا یا دن کھینچیں گے اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہو یا مسلم طبیبِ حاذق کے بیان سے جو فاسق نہ ہو، تو جتنے دنوں یہ حالت رہے، اگرچہ پُورا مہینہ، وہ روزہ ناغہ کرسکتا ہے اور بعدِ صحت اس کی قضا رکھے، جتنے روزے چُھوٹے ہوں ایک سے تیس تک۔ **اپنے بدلے دوسرے کو روزہ رکھوانا محض باطل و بے معنی ہے، بدنی عبادت ایک کے کئے دوسرے پر سے نہیں اُتر سکتی، نہ مرد کے بدلے مرد کے رکھے سے نہ عورت کے۔**" (فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 520، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اور فدیہ صرف وہی ادا کرسکتا ہے جو شیخ فانی ہو، چنانچہ روزے کا فدیہ ادا کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾

ترجمہ کنز العرفان : اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو، اُن پر ایک مسکین کا کھانا فدیہ ہے۔ (القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ البقرۃ، الآیۃ 184)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں : "بعض جاہلوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لیے جائز ہے، جبکہ روزے میں اسے کچھ تکلیف ہو، ایسا ہرگز نہیں، فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے رکھا ہے، جو بہ سببِ پیرانہ سالی (یعنی بڑھاپے کی وجہ سے) حقیقۃً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی، ضعف بڑھے گا، اس کے لیے فدیہ کا حکم ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج 10، ص 521 رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں : "جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے، انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں، بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبلِ شفا موت آجائے، تو اس وقت کفارہ کی وصیت کردیں، غرض یہ ہے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں، نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو، اس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اسے ایسا ضعیف کردیا کہ روزے متفرق کرکے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا، تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج 10، ص 547، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اصل حکم تو یہی ہے کہ ڈاکٹر مسلمان، غیر فاسق ہو، لیکن فی زمانہ حرج کی وجہ سے فاسق ڈاکٹر سے علاج کروانے کی اجازت ہے، جیسا کہ مجلس شرعی کے جید مفتیانِ کرام کا فیصلہ ہے : **"یوں ہی رمضان کے روزے میں کسی مریض کو طبیب دوا کھانے کو کہے اور یہ بتائے کہ تم نے اگر دن میں یہ دوا فوراً نہیں کھائی تو جان کا خطرہ یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہے**، ان حالتوں میں علاج کا تعلق براہِ راست یا بالواسطہ عبادت اور دینی عمل سے ہوجاتا ہے۔ مریض کے لیے ان صورتوں میں طبیب کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے فقہائے کرام نے

صراحت فرمائی ہے کہ طبیب کا مسلم اور صاحبِ تقوی یا بہ ظاہر دین دار ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس وقت بشمول ہندوستان دنیا کے بیش تر ممالک کا حال یہ ہے کہ ان شرائط واوصاف کے حامل اطبا عموماً دست یاب نہیں ہوتے، مجبوراً مسلمان ہر طرح کے ڈاکٹروں سے ہر قسم کا علاج کراتے ہیں اوران کی طبی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔۔۔۔ خاص حالات یعنی جب طبیب دوران علاج کوئی ایسی ہدایت کرے جس کا تعلق براہِ راست دیانات سے ہو، یعنی اس سے کسی عبادت کا ترک یا ابطال یا حرام کا ارتکاب یا نجاست سے آلودگی واقع ہو، تو اصل حکم یہ ہے کہ معالج (۱) حاذق ہو (۲) مسلمان ہو (۳) صاحب تقوی، یا ظاہراً دین دار ہو۔ **لیکن دین دار طبیب کی سخت کم یابی اور حرج شدید کی وجہ سے اب فاسق اور کافر طبیب سے علاج کی اجازت ہے، بشرطیکہ تحری کے بعد مریض کا دل اس بات پر جمے کہ یہ طبیب خواہ مخواہ کوئی ایسا علاج تجویز نہیں کرتا، جس کے باعث ایک مسلمان کو کسی حرام کا ارتکاب کرنا پڑے** اور جب فاسق، حاذق مسلم، طبیب ملے، تو غیر مسلم کے علاج سے پرہیز کرے۔" (مجلس شرعی کے فیصلے، ج 2، ص 294-295، مطبوعہ ھند)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابوالفیضان عرفان احمدمدنی

مصدق: مفتی محمدقاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-9833

تاریخ اجراء: 12 رمضان المبارک 1447ھ/02 مارچ 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net